(بخاری، کتاب الشروط۔ باب الشروط فی الجہاد۔ حدیث نمبر ۲۷۳۱) مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار حمائل کئے رسول اکرم ﷺ کے سرہانے کھڑے ہو کر باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

(۴) براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کان رسول اللہ ﷺ کث اللحیۃ" آپ ﷺ گنجان داڑھی والے تھے' (نسائی۔ کتاب الزینۃ۔ باب اتخاذ الجمۃ)

کتب احادیث میں داڑھی و دیگر بعض امور سے متعلق بعض احادیث صراحت کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ یہ امور انسانی فطرت میں ودیعت کی ہوئی ہیں۔ نیز یہی امور، تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طریقے میں بھی شامل ہیں یہ امور مختلف تعداد کے ساتھ مذکور ہیں اور دوسرے بعض مواضع کی طرح یہاں بھی محدود عدد مقصود نہیں بلکہ کثرت بتانا مقصود ہے یا حسب ضرورت مواضع میں انہی اعداد کا ذکر کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں .

۱۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عشر "من الفطرۃ قص الشارب و اعفاء اللحیۃ والسواک....." دس امور فطرت و جبلت میں سے ہیں: مونچھوں کا کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخنوں کا تراشنا، انگلیوں کے پوروں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیرناف بال مونڈھنا، اور استنجاء کرنا (مسلم۔ کتاب الطہارۃ۔ باب خصال الفطرۃ۔ حدیث ۲۶۱)

علامہ طیبی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: فطرت کی خصلتوں سے مراد تمام انبیائے کرام کے مسنون و مشروع طریقے ہیں جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو اس کا حکم ملا۔ (شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الطہارۃ۔ باب السواک۔ حدیث ۳۷۹)

اس کے علاوہ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ امور ہیں کہ جنہیں فطرتی اور طبعی طور پر ہر صفائی پسند سلیم الطبع انسان اپناتا ہے، اس چیز سے صرف نظر کہ شریعت انہیں اس کا پابند بناتی ہے یا نہیں۔ اگر بفرض محال شریعت اس کا پابند یا مکلّف نہ بھی بنائے تب بھی اس کی طبیعت و مزاج میں یہ امور ودیعت کی ہوئی ہیں۔ پھر اس پر مستزاد شریعت مطہرہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے، عمل کرنے والے کے لئے ثواب کی ترغیبات اور عمل نہ کرنے والے کے لئے سزا کی وعید ہے اور اس حکم نبوی کی خلاف ورزی کرنے پر گناہ کا مستحق قرار دیتی ہے۔ (جاری ہے)

سوانح علمائے اہلحدیث بلتستان

خادم ملت مولانا عبدالرحمان خلیق

عبدالرحیم روزیؔ

مولانا عبدالرحمان خلیق صاحب کو "رحمہ اللہ" کا دعائیہ لاحقہ لکھتے ہوئے قلم لرز رہا ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ آپ حسب معمول اپنے مخصوص باوقار انداز میں دارالعلوم تشریف لانے اور تبسم ریز ہو کر طلباء کو سبق آموز نصیحتوں سے نوازنے والے ہیں، مگر آج آپ کو وفات پائے ہوئے گیارہ سال بیت چکے ہیں، اور یہ سالوں کی لڑی میں ایک غیر معمولی دورانیہ ہے۔ چونکہ سوانح علمائے اہلحدیث بلتستان لکھنے میں ترتیب زمانی کا لحاظ نہیں رہا، بلکہ حسب ضرورت مرحوم علماء کا تذکرہ خیر ہوتا رہا۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ دارالعلوم کی نظامت وانصرام کا پہلو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے آپ کا ذکر خیر ہو جائے۔

☆ ولادت وخاندانی پس منظر

آپ نے **1938**ء میں غواڑی بلتستان کے معروف دینی گھرانے حاجی عبداللہ مرحوم کے ہاں جنم لیا۔ آپ اپنے والدین کا پلوٹھا بیٹا تھا۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: عبدالرحمان بن عبداللہ بن مہدی بن عبدالحلیم بن عبدالعزیز بن موسیٰ۔ آپ کا پردادا عبدالحلیم صاحب مجدد تحریک اہلحدیث مولانا عبدالرحیم کا سگا بھائی ہے۔ ان دونوں بھائیوں کے علاوہ تین اور بھائی تھے: محمد جان، عبدالکریم اور محمد علی، مولانا عبدالرحیم کے خانوادے کا آخری چشم و چراغ مولانا احمد سعید مرحوم، محمد علی کی اولاد سے مؤسس دارالعلوم مولانا محمد موسیٰ مرحوم اور محمد جان کے خاندان سے مولانا کریم بخش مرحوم تھے۔

☆ تعلیم وتربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم میں مفتی بلتستان مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد ستمبر **1956**ء میں کراچی کی طرف عازم سفر ہوئے اس کاروان میں آپ کے علاوہ مولانا ثناءاللہ سالک، مولانا محمد حسن اثری، مولانا عبدالرؤف حفظهم الله اور مولانا عبدالغفور مچلوی رحمہ اللہ تھے۔ اس کاروان نے سرمیک کے پہاڑوں سے گزرتے ہوئے میدان دیوسائی کا راستہ پیدل طے کیا آپ کے قریبی ساتھ مولانا ثناءاللہ سالک کا کہنا ہے کہ "**13** یوم کے بعد مظفرآباد پہنچے، ساتھ لیا ہوا توشہ ختم ہونے پر بھوک مٹانے اور زہر مار کرنے کے لئے مزدوری بھی کرنی پڑی۔ اس طرح براستہ پنڈی عازم کراچی ہوئے۔ وہاں پہنچنے پر کچھ عرصہ برنس روڈ کے ایک مدرسہ میں رہنے کے بعد جامعہ بحرالعلوم سعودیہ میں

داخلہ لیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب تشریف لائے اور لاہور کی دینی درسگاہ جامعہ اہلحدیث سلفیہ میں پڑھنے لگے یہاں سے آپ **1379**ھ بمطابق **1960**ء میں مولانا عبداللہ روپڑی سے قرآن وحدیث کی تکمیل کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد **1383**ھ بمطابق **1963**ء میں مولانا عبداللہ بڈھیمالوی سے صحیح بخاری، مسلم وغیرہ پڑھ کر سند اجازت حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لے کر **1384**ھ بمطابق **1964**ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اس وقت مولانا محمد اسماعیل سلفی جمعیت اہلحدیث کے صدر و معتمد اول تھے۔ یہاں آپ کے ساتھیوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم بھی تھے۔ اسی سال فیصل آباد ہی سے فاضل عربی کا بھی امتحان پاس کرلیا۔ فراغت کے بعد ایک سال تک جامعہ سلفیہ ہی میں پڑھاتے رہے۔ قیام فیصل آباد کے دور میں کراچی کے جناب فاروق صاحب آپ کے ساتھی بن گئے۔ یہ ساتھی آپ کو چھٹیوں میں کراچی لے گئے۔ آپ کے حسن اخلاق اور ملنساری سے بہت متاثر ہوئے اور خاتون خانہ نے آپ کو اپنے بیٹوں میں شمار کرلیا۔

1965ء میں آپ کو مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ملا۔ آپ جامعہ اسلامیہ میں پڑھنے والے اوائل طلباء میں سے ہیں یہاں آپ کے اساتذہ میں شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، شیخ البانی رحمہ اللہ ودیگر جید علماء قابل ذکر ہیں۔ یہاں آپ کا پڑوسی علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم تھے۔

1971ء میں آپ جامعہ اسلامیہ سے فارغ ہوئے، تو والد مرحوم کی امنگوں کے مطابق آپ سیدھے بلتستان تشریف لا کر بطور مدرس و مدیر تعلیم کام کرنے لگے۔ اس وقت آپ کا مشاہرہ یکصد روپے تھا۔ **1973**ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کے سال اول کا امتحان دیا۔ **1974**ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے استاد شیخ محمد امان بن علی جامی کے توسط سے آپ دارالعلوم میں ادارہ دارالافتاء کی طرف سے تعینات ہوئے۔ اس طرح یہ پرعزم، فاضل نوجوان دارالعلوم بلتستان کے بزرگ مہتمم مولانا خلیل الرحمٰن کے دوش بدوش بطور نائب ناظم کام کرنے لگے۔ اس کے دوسال بعد **1976**ء میں مرد درویش مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کی وفات کے بعد انتظامیہ نے آپ کو دارالعلوم کا باقاعدہ ناظم اعلیٰ منتخب کیا۔

آپ کی تقرری کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق، پھر آزمودہ و مدبر مہتمم مولانا خلیل صاحب کی پختہ سیاست و تدبیر، آپ جیسے فاضل اور چاق و چوبند نوجوان کی شبانہ روز محنت اور دیگر مدرسین و مخیّر حضرات کے تعاون، بلتستان و بیرون بلتستان کے احباب و مخلصین کی ایثار وقربانی اور دعاؤں کی بدولت دارالعلوم ترقی و تعمیر کے شاہراہ پر دوڑنے لگا۔ روایتی پسماندگی آہستہ آہستہ حرف غلط کی طرح مٹنے لگی۔ اس کے بعد **1398**ء بمطابق **1978**ء میں الشیخ عاصم عبداللہ

القریوتی، شیخ احمد السندی حفظہ اللہ اور دیگر مقامی علماء وفضلاء ادارہ البحوث العلمیہ والافتاء اور دیگر اداروں کی طرف سے دارالعلوم میں تعینات ہوئے اور یہاں اعلیٰ پیمانے پر دعوت، تدریس، تحقیق اور نظم وضبط پیدا ہوئے۔ جمعیت اہلحدیث بلتستان نے اسی دور کو ''نشاۃ ثانیہ'' یعنی ترقی وتعمیر کا دوسرا دور کا نام دیا۔

فهم و تدبر

آپ متحمل مزاج، صاحب بصیرت اور دوررس انسان تھے۔ آپ اپنوں کے ساتھ نہایت ہی خلیق وشفیق تھے تو مقتضائے حال کے مطابق بڑے بارعب اور جلالی بھی ہوتے تھے، گردش ایام اور مصائب سے گھبرانا آپ کی سرشت میں ہی نہیں تھا، بلکہ خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے۔ بہت سے منچلوں اور طالع آزماؤں نے دارالعلوم کے متعلق آپ سے دھینگا مشتی کی، مگر آپ ایک آہنی چٹان بن کر دارالعلوم پر ہونے والے مظالم کے خلاف مقابلہ کرتے رہے۔ کئی بار آپ کو پابجولاں کرنے کی بھی سازشیں ہوئیں مگران کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ گویا آپ اپنی زبان حال سے اس شعر کے مصداق تھے

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
واذا ما نطقت فانني الجوزاء

آپ صبر وتحمل کے پیکر تھے اگر کوئی آپ سے نازیبا الفاظ کہتے، تو آپ بڑی بردباری کے ساتھ سنتے جاتے اور حسب ضرورت جواب دیتے۔ چاپلوسی، بداخلاقی اور بے مروتی سے کوسوں دور تھے۔ خودنمائی، شہرت، ریاونمود سے سخت نفرت تھی۔ آج بھی عوام وخواص آپ کی زبان پر کنٹرول، ضمیر وزبان کی یگانگت، رعب وجلال ودیگر نادر اوصاف کا تذکرہ خیر کرتے رہتے ہیں۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے بھی علمبردار تھے۔ غواڑی میں آپ تینوں مکاتب فکر کے درمیان مکمل اتحاد واتفاق قائم رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پالیسی آپ کے اخلاف میں بھی ہے۔

آپ کا خدوخال:- آپ بلند قامت، ستواں ناک، مناسب بدن، کتابی چہرہ والے تھے۔ ہمیشہ قراقلی ٹوپی پہنتے اور سیاہ اچکن زیب تن کرتے تھے۔ لمبی داڑھی میں کہیں کہیں سفید بال بھی نظر آتے تھے۔

کتابوں کے متوالے:- مولانا مرحوم، کتب کے شدید متوالے تھے۔ آپ کی لائبریری میں نایاب اور قیمتی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ آپ ان کتابوں سے خوب استفادہ بھی کرتے، اور تحفظ کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ ایک بار ایک صاحب نے آپ سے ایک کتاب عاریۃً لے لی، چند دنوں بعد یہ کتاب ان صاحب کے ہاتھ میں مڑی ہوئی دیکھ کر آپ دل پر پتھر باندھ کر

رہ گئے اور بے ساختہ کلاس میں یہ دلدوز واقعہ سنانے لگے۔

جماعتی خدمات:- آپ کی زندگی مسلک وقوم کے لئے جہد مسلسل سے عبارت تھی۔اور رات دن اسی سوچ میں مگن رہتے تھے۔کلاس روم کی کمی دور کرنے کے لئے دارالعلوم واقع غواڑی گربی کھور کے مشرق وشمال کی طرف یک منزلہ اس کے بعد دوسری طرف دو منزلہ عمارتیں بنائی گئیں۔جس سے تنگ دامنی کی شکایت اس دور میں ختم ہوئی۔

☆ **1980**ء کے عشرے میں سکردو میں احباب کے تعاون سے **25** کنال پلاٹ حاصل کیا گیا۔اور وہاں مسجد و مدرسہ کی عمارت وغیرہ قائم کر کے ''مرکز اسلامی'' کا نام دیا گیا۔

☆ آپ نے غواڑی کے سرکردگان کے تعاون سے توحید آباد زرعی فارم مشتملہ **600** کنال سے زائد اراضی قیمتاً حاصل کی اب جماعتی مہمانوں کے لئے وہ بہترین قیام گاہ ہے اور جامعہ میں ترکاریوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔

☆ آپ اور آپ کے دست راست الشیخ عبدالوہاب حنیف کی مساعی سے اہم شخصیات نے دارالعلوم کا دورہ کیا جن میں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف حفظہ اللہ' جسٹس افضل چیمہ' دارالافتاء مکتب الدعوۃ اسلام آباد کے مدیر الشیخ عبدالعزیز بن محمد آل عتیق' مولانا خلیل احمد حامدی' الشیخ عبدالکریم مراد اور الشیخ عقیل بن عبدالرحمان رئیس مؤسسۃ الحرمین ودیگر اہم شخصیات قابل ذکر ہیں۔

☆ **1970**ء کی دہائیوں سے قبل مدرسہ میں طالبات کے لئے کوئی عمارت نہیں تھی' اور مکمل نصاب بھی نہیں تھا آپ اور آپ کی انتظامیہ نے طلباء کے متوازی نصاب بنا کر مدرسۃ البنات کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد ملحقہ اراضی خرید کر جامع مسجد کے پہلو میں جدید خطوط پر عمارت تعمیر کی۔آج وہاں كلية الدراسات الاسلامية للبنات کی سہ منزلہ عمارت کھڑی ہے۔

☆ لائبریری کی پرانی عمارت گرا کر دو منزلہ نئی لائبریری **'' المكتبة المركزية ''** قائم کی۔

☆ دارالعلوم کی جامع مسجد تنگ ہوگئی تو اس سے ملحق غربی جانب کی اراضی خرید کر کشادہ اور خوبصورت جامع مسجد تعمیر فرمائی۔یہ بلتستان میں RCC کی پہلی عمارت ہے

☆ **1409**ھ بمطابق **1989**ء سے قبل جماعت اہلحدیث کا مکمل شورائی نظام نہ تھا اور جماعتی امور ذمہ دار حضرات چلاتے تھے۔کیونکہ اس وقت جماعتی امور میں آج کی طرح توسع پیدا نہیں ہوا تھا۔اگرچہ حاجی خلیل الرحمان مرحوم نے اس کی

طرح ضرور ڈالی تھی۔اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے با قاعدہ دستور تیار کیا گیا۔تمام اہلحدیث مواضعات سے آبادی کے تناسب سے نمائندے لئے گئے اور اس کا نام مجلس شوریٰ رکھدیا گیا۔ پھر اسی مجلس سے مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔اس مجلس نے آپ کو حسب دستور اگلے پانچ سالوں کے لئے ناظم اعلیٰ منتخب کیا۔

☆ آپ کے ابتدائی دور تک طلباء' مقامی احباب کے گھروں ہی میں رہائش پذیر تھے آپ نے مدرسہ میں باقاعدہ لنگر کھولی اور رہائش کا انتظام کیا۔

☆ اس سے قبل دارالعلوم میں با قاعدہ کلاس بندی نہیں تھی۔آپ نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ ہم عصر مدارس کے نصاب تعلیم کے مطابق نصاب مرتب کیا۔اور با قاعدہ درس نظامی کا اجراء ہوا۔

دارالعلوم سے محبت اور عقیدت

مولانا ممدوح نے دارالعلوم کے ساتھ مشفق ومہربان باپ کی طرح سلوک کیا۔آپ نے اس وقت بھی دارالعلوم سے اپنا ناتا جوڑے رکھا جب آپ کی معاشی حالت ہچکولے کھا رہی تھی ۔آپ کے کئی ساتھیوں نے سرکاری ملازمت کو ترجیح دی۔آپ کے برادر اصغر مولانا عبدالواحد صاحب نے جب پبلک سکول سکردو میں پڑھانا شروع کیا تو آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بھائی کو وہاں سے واپس لانے کے لئے والد مرحوم کا حوالہ دیا کہ والد صاحب اپنے بچوں کو دارالعلوم سے منسلک دیکھنا ہی پسند کرتے تھے۔ان تمام عوامل نیز مولانا صاحب کی عدم چاہت وغیرہ نے سکول مذکورہ سے نکال کر دوبارہ دارالعلوم میں لایا۔اس موقع پر خلیق مرحوم کی خوشی دیدنی تھی ۔مولانا عبدالواحد خود فرمایا کرتے ہیں۔کہ جو سرور وکیف کی لہر دینی کتب پڑھاتے وقت رگوں میں دوڑتی تھی' وہ سکول پڑھاتے وقت مفقود تھی ۔بلکہ طبعیت بجھی بجھی سی رہتی تھی۔

اقوال زریں

موصوف رحمہ اللہ کی زندگی نہایت مصروف تھی ۔آپ کے حلقہ احباب میں مختلف طبقہ کے لوگ شامل تھے ۔یہی وہ عوامل اور محرکات تھے' جن کی وجہ سے آپ ایک آزمودہ ومجرب انسان کے قالب میں ڈھل گئے تھے ۔ان تجربات کا اظہار بے ساختہ آپ کی زبان پر ہوتا رہتا تھا۔

ایک بار کلاس میں درس دیتے ہوئے مولانا محمد علی جوہر کے شعر ''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد'' پر یہ فقرہ چست کر دیا کہ ''اسلام زندہ ہوتا ہے شہادت کے بعد'' پھر آپ نے جہاد اور شہادت کے فلسفے پر مدلل تقریر فرمائی۔

ایک بار کلاس میں طلباء سے قلم مانگا' تو اس روز سوئے اتفاق سے کسی کے پاس سے قلم برآمد نہ ہوا' آپ سخت برہم ہوئے' اور فرمانے لگے کہ کتاب قلم اور کاپی' یہ تین چیزیں کسی بھی طالب کا جزو لاینفک ہوتا ہے' آپ لوگ بھی بڑے بھی بھلے مانس قسم کے لوگ ہیں کہ طالب علم ہو اور قلم ساتھ نہ ہو' یہ کیونکر ممکن ہے؟ اس نصیحت نے آجتک راقم کے دل میں گھر کی ہوئی ہے۔

علاقائی خدمات

غواڑی والوں پر آپ کا بڑا احسان ہے کہ آپ کی بدولت بہت ساری قباحتوں سے نجات ملی اور سنت نبوی کا احیاء ہوا۔ ان میں سے چند امور پیش خدمت ہیں۔

(ا) رسم و رواج توڑنا اور ان سے تصادم لینا بجائے خود جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور فی زمانہ اس صورت حال کو مشکل تسلیم کیا گیا ہے۔ بلتستان بشمول غواڑی میں بارات کی بوقت رات روانگی کو سینکڑوں دینی' اخلاقی اور دنیوی نقصانات کے باوجود شادی کی رونق اور لوازمات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ 1984-85 میں مولانا مرحوم نے اپنی بڑی صاحبزادی کی شادی کے موقع پر اپنے گھر سے پہل کر کے اس غلط رسم کو توڑ دیا۔ اور بارات دن کو لے جانے کی طرح ڈالی۔ اس طرح آپ نے حدیث نبوی "**من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل اجر من عمل بها**" (مسلم۔ کتاب العلم۔ باب من سن سنة حسنة او سیئة) کے مصداق ایک اچھے کام کا آغاز کر دیا۔

☆ آپ ہی کی تگ و دو سے غواڑی میں صدیوں پرانی سالانہ رسم "لنگسا" ختم ہوئی۔ یہ سالانہ اجتماعی یک روزہ میلہ جولائی میں ہوا کرتا تھا۔ اسے جشن بہاراں بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس دن تمام شکاری' منچلے نوجوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ پہاڑ پہ جا کے ہرن' مارخور وغیرہ کا شکار کھیلتے اور تقسیم کرتے۔ مقامی گلوکار اور بینڈ بجانے والے ڈھول کی تھاپ پر' باجہ بجاتے اور بھنگڑا ڈالتے ہوئے آبادی میں پہنچ جاتے' وہاں پھر خوب رقص و سرور کی محفل جمتی۔ اور مرد و زن کا اختلاط ہو جاتا۔ آپ نے مقامی سرکردگان سے مل کر اس قبیح ثقافت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

☆ آپ کی کوشش سے غواڑی میں پہلی بار پائپ لائن بچھائی گئی۔ اس سے قبل پانی کے لئے خواتین دریائے شیوک پر جاتی تھیں۔ اس کار خیر سے کافی حد تک تکلیف و مشقت سے نجات مل گئی۔

☆ معاشرے میں آپ کا گہرا اثر تھا۔ آپ کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فروغ ملا۔

☆ آپ اتحاد بین المسلمین کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ غواڑی میں مسلک اہلحدیث کی اکثریت ہونے کے ناتے

آپ ہر وقت انہیں صبر وتحمل کا درس دیتے رہتے تھے۔ اور کبھی دوسرے مکاتب فکر کو شکایت نہیں رہی۔ اور الحمدللہ یہ پالیسی اب تک جاری ہے۔

☆ آپ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں آل بلتستان زکاۃ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ آپ نے ضلع بھر کا تفصیلی دورہ کر کے مستحقین کی فہرست مرتب کی اور ہر علاقے میں جا کر تمام ممبروں تک زکاۃ کی رقم پہنچائی اور کسی کو شکایت کا موقع نہ دیا

وفات حسرت آیات

مولانا ممدوح زندگی بھر اس شجر توحید کو اپنا خون جگر دے کر سینچتے رہے اور اس کی دیکھ بال میں سر مو کوتاہی نہیں ہونے دی۔ آپ کو کافی عرصہ سے کمر میں تکلیف کی شکایت تھی۔ لیکن گوناگوں جماعتی مصروفیات کی وجہ سے علاج کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ آخر جب تکلیف نے شدت اختیار کی، تو علاج کی غرض سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کے لئے تاریخ بھی مقرر کردی۔ پنڈی میں آپ کی عیادت امیر جمعیت اہلحدیث بلتستان مولانا عبدالرحمان حنیف اور ناظم مالیات مولانا ثناءاللہ سالک صاحبان حفظہم اللہ کررہے تھے۔ اسی دوران آپ کو بخار کی شکایت ہوئی۔ یہ بخار بتدریج نمونیہ کی صورت اختیار کرگیا اور آپ جنرل ہسپتال راولپنڈی میں داخل کر دیئے گئے۔ 53 سالہ عمر میں، 15 برس نظامت وادارت چلانے کے بعد 18 ستمبر 1991ء کو بلتستان کے اس عظیم سپوت کے لئے دنیا کا آخری اور قیامت کا پہلا دن ثابت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا جسد خاکی بذریعہ ہوائی جہاز بلتستان لایا گیا اور غواڑی کے معروف قبرستان (نزد ہائی اسکول) میں سپرد خاک کئے گئے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی\
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

آپ کی وفات کی خبر آناً فاناً بلتستان کے چہار سو پھیل گئی۔ احباب جماعت جوق در جوق غواڑی پہنچنا شروع ہو گئے ضلعی حکام، مختلف مکاتب فکر کے علماء اور دیگر اہم شخصیات تشریف لائے۔ غواڑی کی تاریخ میں اتنا ہجوم کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

فضا اداس، صبا مضمحل، گل افسردہ\
بہار سر بگریبان ہے اور چمن خاموش